www.novelsclubb.com
رعد
از قلم عشاء افضل
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

رعد

از قلم

عشاء افضل

www.novelsclubb.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رعد

از قلم عشاء افضل

قسط نمبر دو

____

مختلف رنگ و بو سے سجے ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ کر وہ تینوں اب لاونج کے آرام دہ سے صوفوں پہ براجمان تھے۔حدید کی پسندیدہ ایسپریسو اس کے سامنے موجود ٹیبل پہ دھری تھی جس کو وہ وقفے وقفے سے گھونٹ بھرنے کے لیے اٹھا رہا تھا۔اس کے ہاتھوں میں کچھ کاغذات موجود تھے جن پہ موجودہ تفصیلات وہ دونوں باپ بیٹی کو بتا رہا تھا۔وہ نہایت توجہ اور دلجمعی سے اس کی بات ملاحظہ کر رہے تھے۔کنزہ کی نظر بھٹک کر اس کے چہرے پہ جا رہی تھی۔وہ بولتے ہوئے بہت ہی پیارا لگ رہا تھا۔

چہرے پہ چھائی سنجیدگی کے باعث وہ بہت دور محسوس ہو رہا تھا۔ وہ ان میں بھی بیٹھا ہوتا اس وقت بھی وہ کنزہ کو خود سے دور ہی لگتا۔

"ڈیڈ امید ہے یہ پراجیکٹ ہماری کمپنی کو مزید مضبوط کر دے گا۔ میں کسی صورت اسے کسی دوسری کمپنی کے ہاتھ نہیں آنے دے سکتا۔"

ایسپریسو کا آخری گھونٹ بھرتے اس نے بات مکمل کی اور اپنے عزم سے بھی آشنا کروایا۔ وہ اس کے کام سے بہت متاثر ہوئے۔ اور آخر کب وہ اس کے کام سے متاثر نہیں ہوئے تھے؟

"حدید کے ہوتے ہوئے یہ پراجیکٹ کوئی اور لے بھی نہیں سکتا۔"

ابراہیم نے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی یہ بے جا تعریفیں مجھے بور کرتی ہیں۔"

وہ شدید اکتاہٹ سے بولا۔

"مطلب تمہاری برائیاں کرنی شروع کر دوں۔" سنجیدہ لہجہ۔

"پلیز۔ کیونکہ تعریفیں مجھے کوفت میں مبتلا کرتی ہیں۔" گویا منت کی۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔" سر کو دائیں بائیں نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"شاید" کندھے اچکا کر کہا۔

اب وہ تمام کاغذات کسی فائل میں رکھ رہا تھا۔ پھر فائل کو پاس موجود بیگ میں ڈالا۔

"بابا یہ کسی دعوت نامہ پہ کان نہیں دھرتا۔ میری یونیورسٹی بھی نہیں آیا۔"

www.novelsclubb.com

کنزہ نے اس کو گھورتے ہوئے ابراہیم سے شکایت کی۔

"تو گھر مل لو تم نے یونیورسٹی بلا کر کیوں لڑکوں کو جلانا ہے۔"

ابراہیم صاحب نے اس کو تنگ کرتے ہوئے کہا۔ جس پہ حدید نے کام چھوڑ کر ان کو گھورنا مناسب سمجھا۔

"ینگ بزنس مین کے ویسے بھی کافی دشمن ہوتے ہیں۔"

کنزہ نے سمجھتے ہوئے کہا۔ دونوں باپ بیٹی یقیناً اسے تنگ کر رہے تھے۔

"بہت سمجھ دار ہو گئی ہو۔" حدید نے داد دیتے ہوئے کہا۔

"تم جیسے انسان سے بات کرنے کے لیے سمجھدار تو ہونا ہی تھا۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جس پہ حدید نے اکتاہٹ سے اسے دیکھا۔

"دونوں باپ بیٹی نے کب مجھ سے متاثر ہونا چھوڑنا ہے؟" دائیں ہاتھ کی مٹھی بنائے سیدھی کن پٹی پہ رکھے وہ جواب طلب لہجے میں مستفسر ہوا۔

"ہم اور تم سے متاثر۔۔۔ استغفر اللہ"

دونوں نے بیک وقت کہا جس پہ حدید بے ساختہ مسکرایا۔

"بہت بڑے ڈرامے باز ہیں آپ"

انگلی سے دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے باور کروایا۔

"تمہاری صحبت کا اثر ہے۔" ڈھیٹوں کی طرح جواب حاضر تھا۔ جس پہ حدید نے ابرو اچکا کر انہیں دیکھا۔ گویا میرے حربے میرے ہی ساتھ

اس وقت وہ ایک کرسی پہ بندھا ہوا تھا۔ ہر جانب گھپ اندھیرا ہونے کے باعث اس کی بصارت گویا کام کرنا ترک کر چکی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اغوا کیسے ہو گیا۔ ابراہیم تایا کے گھر سے نکلنے کے بعد وہ اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھا تھا اور غصے سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا کہ اچانک اس کے سامنے کوئی معذور آدمی آ گیا۔ اس نے بریک لگا کر گاڑی کو جھٹکے سے روکا اور پھر اچانک اس کی گاڑی کا دروازہ کھولتے کوئی شخص اندر داخل ہوا جس کا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا اور وہ یہاں کیسے پہنچا اسے کچھ بھی یاد نہ تھا۔ منہ میں کپڑا ٹھونسا گیا تھا جس کے باعث چیخنا تو نا ممکن، سانس لینا بھی محال ہو رہا تھا۔ تکلیف کی شدت سے اس کے آنسو آنکھوں سے راستہ بناتے باہر نکل رہے تھے۔ چہرے پہ ان آنسوؤں نے نشان بنا ڈالے

تھے۔اچانک کمرے کا دروازہ کھلا تو روشنی کی ایک لکیر نمودار ہوئی جس میں دھول کے ذرات ہوا میں رقص کرتے دکھائی دیے۔اس نے چہرہ اس لکیر کی طرف کیا تو دروازے میں ایستادہ وجود پہ نگاہ ٹھہر گئی۔سرمئی رنگ کی جینز پہ سرمئی ہوڈی پہنے جس کی ہڈ سر پہ گرائی ہوئی تھی۔سیاہ ماسک چہرے پہ لگائے وہ وجود مکمل ناقابل شناخت تھا۔افان نے گلہ تر کیا۔بندھے ہوئے ہاتھوں کو زور زور سے ہلا کر کھولنے کی کوشش میں اس کے ہاتھ تکلیف میں تھے مگر نہ جانے وہ کیسی چیز تھی جس سے اسے باندھا گیا تھا کہ اس کے بازو پہ کوئی نشان نہ آیا تھا۔وہ سرمئی وجود قدم بڑھاتا اس کے قریب پہنچا۔

www.novelsclubb.com

"جانتے ہو اندھیروں میں رہنا کیسا ہوتا ہے؟"

بارعب آواز تھی۔لیکن پہچان میں نہ تھی۔افان کا خوف اس کے چہرے پہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔اس نے ہاتھ آگے کر کے اس کے منہ میں ٹھونسا ہوا کپڑا باہر

نکالا۔اس نے چیخنا چاہا لیکن نہ جانے کیسا سرد پن تھا اس ماسک والے کی آنکھوں میں کہ وہ خاموش ہو گیا۔

"جانتے ہو ٹارچر کسے کہتے ہیں؟"

سرد لہجے میں بولا گیا یہ جملہ افان کو مزید خوف میں مبتلا کر گیا۔

"جانتے ہو جیل ایک شریف انسان کو مجرم کیسے بناتی ہے؟"

اب کہ اس کا لہجہ مزید سرد تھا۔ہر قسم کے جذبات سے عاری۔افان کا چہرہ خوفزدہ لگ رہا تھا۔وہ ماسک والا خبطی معلوم ہوتا تھا۔یہ کیسے سوالات تھے آخر؟وہ کیسے ان کا جواب دیتا؟

"اگر چاہتے ہو کہ صحیح سلامت زندہ رہو تو آئندہ لوگوں کے معاملات میں ٹانگ نہ اڑانا۔ورنہ ٹانگ کے بغیر زندگی خاصی مشکل ہو جائے گی۔"

www.novelsclubb.com

اس کی ٹانگ پہ زوردار کک مارتے ہوئے تنبیہی انداز میں کہا۔ جس پہ افان نے درد کی شدت برداشت کرتے سر کو ہاں میں ہلایا۔اس سرمئی وجود نے اس کے ہاتھوں اور پاوں کو اس سٹرپ سے آزاد کیا۔

"پلیز جانے دو مجھے۔"

افان نے ہاتھ جوڑتے کہا۔اس کا پورا جسم درد کرنے لگا تھا۔ کرسی بہت غیر آرام دہ تھی جس پہ باندھے جانے کے باعث اس کی ہمت ختم ہو رہی تھی۔ آخر کو وہ ٹھہرا تھا ایک ممی ڈیڈی بچہ

"جاو۔روکا کس نے ہے؟"

سامنے والی کرسی پہ تسلی سے براجمان ہوتے اس نے نہایت آرام دہ لہجے میں کہا۔ گویا وہ ایک طالب علم ہے اور پانی پینے جانے کی اجازت مانگ رہا ہے اور وہ ایک استاد ہے جو نہایت ہی رحم دل واقع ہوتے ہوئے اسے فوری اجازت بھی دے رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

افان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ سکتا تھا۔اور اس سے بڑھ کر یہ اس نے اسے پکڑا کیوں تھا؟اس نے بھلا کسی کا کیا بگاڑا تھا؟

لنگڑا کر بھاگتے ہوئے وہ دروازے کے پاس پہنچا لیکن وہیں رک کر سوچنے لگا۔

"اگر ایک منٹ کے اندر تم یہاں سے نہ گئے تو تمہارے والد کے لیے مصیبت ہو جائے گی۔معذور بیٹے کو سنبھالنا یقینا کافی مشکل ہوتا ہے۔"

اس وجود کی سرد آواز پہ وہ درد کو دباتے تیزی سے بھاگا۔اور اس جگہ کو عبور کر گیا۔

"آفیسر مراد کا بیٹا سچ میں مضحکہ خیز ہے۔"

وہ مسکرایا۔بالکل ہلکی سی مسکان۔اور دوسری کرسی پہ دونوں ٹانگیں دھرتے تسلی سے ٹیک لگا کر بیٹھا۔پینٹ کی جیب سے فون نکالا اور انگلیاں چلانا شروع کیں۔

دروازے پہ دستک ہوئی تو اس نے سر کے خم سے اندر آنے کا اشارہ کیا۔

"حدید سر کیا افان صاحب اب سدھر جائیں گے؟"

www.novelsclubb.com

آنے والے نے مودبانہ لہجے میں دریافت کیا۔

"نہیں سدھرا تو دوبارہ اٹھالیں گے۔"

یوں بولا گویا کوئی مسئلہ ہی نہ ہو۔

"مراد صاحب کو اگر علم ہو گیا کہ یہ آپ نے کیا ہے تو؟"

پریشانی واضح کی گئی یا شاید اپنے لیے پیدا کی۔

"کیا میں نے کچھ کیا ہے رابرٹ؟"

رتی بھر بھی پریشانی نہ تھی۔ رابرٹ نے حیرت سے اس کو دیکھا۔ حدید نے فون پہ ایک ویڈیو آن کی جس میں صاف دکھائی دے رہا تھا کہ کیسے رابرٹ اور اس کے آدمی نے افان کو اغوا کیا۔ اس وقت رابرٹ کے چہرے پہ ڈھکنے کو بھی کوئی شے موجود نہ تھی۔

رابرٹ نے جھر جھری لی۔ بات تو وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔سب کچھ تو رابرٹ نے کیا تھا اور کوئی نہیں جان پائے گا کہ یہ سب حدید عالم نے کروایا تھا۔

وہ ماسٹر مائنڈ تھا۔اسے دماغوں سے کھیلنا آتا تھا۔

وہ کسی پہ بھروسہ نہیں کرتا تھا۔اسے ہر ایک کی کمزوری پکڑنی آتی تھی۔وہ ہر ایک کی کمزوری اپنے پاس رکھنے والوں میں سے تھا۔اور اس کی کوئی کمزوری لوگوں کے ہاتھ نہ آتی تھی۔

خود کو یکسر اس معاملہ سے بیگانہ رکھتے وہ اس کمرے سے باہر نکلا۔پیچھے رابرٹ من ہی من میں اس کے تیز دماغ کی داد دینے لگا۔

سٹوڈیو سے آنے کے بعد وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ایک ماہ بعد اس کی فلم کی شوٹنگ شروع تھی اور ایک ماہ بعد ہی اسے برلن جانا تھا۔وہ شدید

پریشانی میں مبتلا تھی کیونکہ سب سے مشکل کام عائشہ کے بغیر رہنا تھا۔نہ وہ خود اس گھر کو چھوڑ کر اس کے ساتھ جرمنی جاتیں اور نہ ہی وہ انہیں لے کر جا سکتی تھی۔وہ ضرور ان سے ضد کرتی اگر جرمنی میں وہ صرف فلم شوٹ کرنے جاتی مگر اس کا مقصد تو کچھ اور ہی تھا تو وہ اپنی ماں کو ساتھ نہیں لے کر جا سکتی تھی۔

فون اس نے صبح سے آف کر رکھا تھا کیونکہ اسے فلحال کسی سے بھی بات نہیں کرنی تھی۔

وہ بیڈ سے اٹھی اور آئینے میں اپنا عکس دیکھنے کے بعد واش روم گئی۔چہرے پہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر ڈریسنگ کے پاس آ کر لوشن اور لپ گلوز لگایا۔بالوں پہ برش پھیرا۔اور عائشہ کے کمرے کی طرف چل دی۔لیکن کچن سے آوازیں سن کر اس نے کچن کی جانب رخ موڑا۔

"بہت مزے کی خوشبو آ رہی ہے مادام"

عائشہ کو پیچھے سے گلے لگاتے وہ محبت سے بولی۔ جس پہ عائشہ نے مڑ کر اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔ پھر تازہ بنی کوکیز میں سے ایک لے کر اس کے منہ کی طرف کی جس پہ وہ بخوشی بائٹ لے گئی۔

"اواللہ ! ماما آپ کے ہاتھ کی بنی کوکیز کی بات ہی الگ ہے۔"

ماں کے ہاتھ پکڑ کر چومتے ہوئے شدت جذبات سے کہا۔

"پوچھو گی نہیں کہ آج کیسے یاد آیا کوکیز بنانے کا؟"

"سوچنے دیں"

دماغ پہ زور ڈالتے ہوئے کوئی خاص واقعہ یاد کرنا چاہا جو آدم محمود سے منسلک ہو۔ مگر کوئی سرا ہاتھ نہ آیا۔

"کہاں کی سوچوں میں گم ہو گئی ہو نور؟ اتنا بھی مشکل نہیں تھا یہ۔"

وہ گویا اس کے سوچ وبچار پہ حیرت کا شکار ہوئیں۔

"اچھا بھئی میں ہار گئی۔ آپ بتائیں آج کوکیز سپیشلی کیوں بنائی ہیں؟"

ڈائننگ ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھ کر کوکیز سے انصاف کرتے ہوئے اعلان کیا۔

"تم نے اپنے خواب کی منزل پانے کے لیے آج پہلی سیڑھی پہ قدم رکھا ہے نا اسی لیے۔"

عائشہ نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن کوکیز نے نور کے گلے میں گزرنے سے انکار کیا۔ جس کے باعث وہ کھانسنے لگی۔ عائشہ نے ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے پانی کا گلاس بھر کر اس کے سامنے کیا جس سے گھونٹ بھر کر اس نے کوکیز کو خوراک کی نالی میں دھکیلا تا کہ حلق میں اٹکنے کی بجائے وہ معدے میں جائیں اور انہیں تیزاب کی سختی جھیلنی پڑے۔ بھلا جو اس کے ساتھ غلط کرے وہ اسے معاف کیوں کرے چاہے وہ بے ضرر سی کوکیز ہی کیوں نہ ہو۔

"کیا ہوا امید نہیں تھی؟"

عائشہ نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"آپ شاک دیں اور میں حیران بھی نہ ہوں۔"

بمشکل ماں کی بات کو ہضم کرتے ہوئے جواب دیا۔

"جب میں نے کہا تھا کہ تمہاری کامیابی کے لیے دعا گو رہوں گی تو تمہاری خوشی پہ خوش کیوں نہ ہوتی؟"

یہ سوال نہیں تھا بلکہ جواب تھا۔

"آپ سب سے بہترین ماں ہیں۔"

فرط جذبات میں عائشہ کے گلے لگ کر کہا۔

"اور کتنی مائیں ہیں تمہاری؟"

عائشہ نے اس کی کمر پہ نازک سا تھپڑ مارتے ہوئے پوچھا۔

"ایک ہی کافی ہے اور نہیں چاہیئے۔"

گویا جتایا ہو کہ آپ کو سنبھالنا ہی کٹھن ہے اور ہوتیں تو وہ تو پاگل ہی ہو جاتی۔

"ویسے ایک بات تو بتائیں۔"

کچھ سوچتے ہوئے استفسار کیا۔

"پوچھو"

اجازت دی گئی۔

"میرے بغیر رہ لیں گی؟ایک ماہ سے بھی زائد لگ جائے گا۔"

لہجہ اداس ہو چکا تھا۔

"اگر یہی سوال میں کروں؟"

"آپ میرے سوال کو ہی اپنا سوال بنا لیتی ہیں۔یہ بات بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے محترمہ۔"

منہ بسورتے ہوئے کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جب بچے کی خوشی ہو تو ماں سب کر لیتی ہے۔"

اس کے سنہری بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے ممتا سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

"اور باپ؟"

سوال اچانک پھسلا تھا ورنہ وہ خود کبھی یہ نہ پوچھتی۔

"باپ اگر آدم محمود ہو تو وہ اپنی زخرف کے لیے سب کرتا۔"

ماحول ایک دم ہی سوگوار سا ہو گیا تھا۔ ذہن ماضی کی یادوں کو دہرانے لگا۔ دل نے درد محسوس کرنا شروع کر دیا۔ دکھی کر دینے والے ہارمونز نے جگہ بناتے اپنا کام کرنا شروع کر دیا۔ رنجیدگی اور بے چارگی کی کیفیت نے سر اٹھایا۔

"بابا بہت پیار کرتے تھے مجھ سے۔"

کئی یادوں کا فاصلہ تھا جو زبان نے طے کیا تھا۔

"بالکل"

یک لفظی جواب جو خوشی اور غم کا امتزاج لیے ہوئے تھا۔

"آپ سے بھی تو پیار کرتے تھے بابا۔"

ماں کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے ہوئے دلاسہ دیا۔

"ہوں"

عائشہ خاموشی سے کرسی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ پیچھے وہ تنہا کو کیز کے ساتھ بیٹھی رہ گئی۔

"اپنے بابا کے قاتلوں کو انجام تک پہنچانا ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ یہ زخرف کا وعدہ ہے خود سے۔۔۔ آدم محمود کی زخرف کا۔" آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو اندر دھکیلتے ہوئے پر عزم لہجے میں خود کو یاد دلایا۔ حالانکہ یہی تو وہ چیز تھی جو اسے بھولتی نہیں تھی۔

رات کے اس پہر کمرے میں تاریکی کا سماں تھا۔ صرف لیپ ٹاپ کی روشنی تھی جو کمرے میں بیڈ پہ بیٹھے وجود کے چہرے پہ روشنی کر رہی تھی۔ بالوں کو کھلا چھوڑے، ڈھیلے سے نائٹ سوٹ میں ملبوس وہ سوچنے میں مصروف تھی۔ اسے اس ماہ کچھ ایسا سوچنا تھا کہ وہ حدید عالم تک رسائی حاصل کر لے۔ وہ برلن کا سب سے کامیاب بزنس مین تھا۔ ایک ٹک ٹاکر یا ایک ثانوی کردار نبھانے والی کسی پاکستانی لڑکی سے وہ کیونکر ملے گا؟

ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ پاس موجود کافی کینڈی کھا کر وہ نیند کو بھگا رہی تھی کیونکہ اس کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ دن کے وقت یہ کام اس کے لیے مشکل تھا۔ اس لیے اسے رات کے وقت ہی اس پہ کام کرنا تھا۔ وہ لیپ ٹاپ پہ اس کی کمپنی کی پروفائل کھولے کچھ کھوجنے میں مصروف تھی۔

کئی مقامات پہ حدید ان دو لوگوں کے ساتھ کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ دو لوگ کون تھے آخر؟

اس نے پہلے والے شخص کے بارے میں سرچ کیا تو علم ہوا کہ کمپنی کے اصل مالک ابراہیم وجدانی ہیں اور دوسرے کے بارے میں سرچ کرنے کے بعد پتا چلا کہ وہ کنزہ ابراہیم ہے۔ ابراہیم وجدانی کی اکلوتی اولاد

"ایک منٹ ایک منٹ۔"

اس کے ماتھے پہ شکنوں کا جال بنا۔

"میری اطلاعات کے مطابق تو اس کمپنی کو حدید عالم ہی سنبھالتا ہے۔ لیکن اگر یہ کمپنی ابراہیم وجدانی کی ہے تو اس کو کنزہ کی بجائے حدید کیوں سنبھال رہا ہے؟"

انتہائی ناقابل یقین بات تھی۔

"اف نور تم نے اس کے بارے میں پوری طرح سرچ کیوں نہیں کیا؟"

وہ خود کو کوسنے لگی۔

"میرے پاس غلطی کا چانس نہیں ہے۔ بالکل بھی نہیں ہے۔"

خود کو سمجھانا ضروری تھا۔ دوبارہ ایسا موقع ملنا مشکل تھا۔

"حدید عالم کا ان سے کیا رشتہ ہے؟"

یہ وہ سوال تھا جس کا جواب ضروری تھا۔ نہ وہ ابراہیم کا لے پالک بیٹا تھا۔ نہ ہی وہ ان کا کوئی بھتیجا یا بھانجا تھا۔ تو ایک انجان انسان کو اتنی بڑی امپائر کون دیتا ہے؟

"عجیب انسان ہے یہ ابراہیم وجدانی۔ میں تو کسی کو اپنا بخار بھی نہ دوں اور اس نے اتنا بڑا بزنس اس کے حوالے کیا ہوا ہے۔"

عجب حیرت میں گھری ہوئی کیفیت تھی۔

www.novelsclubb.com

"بخار سے یاد آیا اگر میری نیند خراب ہوئی تو یقیناً حلقوں سے میرا حسن ماند پڑ سکتا ہے۔ یہ نہ ہو کہ اس ایک ماہ میں میری حالت خراب ہو جائے اور ڈائیریکٹر عین وقت پہ مجھے انکار کر دے۔ اف کیا کروں میں؟"

آئینے کے سامنے کھڑی اپنی آنکھوں کے نیچے غور سے دیکھتے ہوئے وہ خود سے کہہ رہی تھی۔

"ایک منٹ نور۔ ایسے کیسے انکار کرے گا۔ کنٹریکٹ سائن کیا ہے میں نے۔ کر کے تو دکھائے۔" خرافاتی دماغ میں آنے والے اس خیال نے اسے قدرے سکون دیا۔

"چلو آج کے لیے بہت ہے۔ باقی کل رات کو۔"

لیپ ٹاپ بند کر کے واپس رکھا۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ نور بیڈ پہ آ کر لیٹی اور پھر لمحوں میں ہی وہ نیند کی وادیوں میں گم تھی۔

یہ چوتھی منزل پہ موجود ایک وسیع و عریض شاندار کمرہ تھا جس میں ہر شے نفیس اور مہنگی تھی۔ تزئین و آرائش سے اس کمرے کی ہر شے دلفریب منظر پیش کر رہی تھی۔ دیوار گیر شیشے سے باہر کا منظر دکھائی پڑ رہا تھا۔ سفید رنگ کی چمچماتی ٹائلز نہایت چکنی معلوم ہوتی تھیں۔ کمرے کے ایک سائیڈ پہ قیمتی صوفہ موجود تھا۔ عین وسط میں موجود ٹیبل کے ساتھ ملحقہ راکنگ چیئر پہ بیٹھا وہ انسان نظر کا چشمہ آنکھوں پہ لگائے سوچوں میں گھرا تھا۔

یہ منسٹر دانیال کمال کا آفس تھا۔ سیاسی معاملات کو دیکھتے ہوئے وہ خاصے مصروف تھے۔ سربراہی کرسی پہ بیٹھے دانیال کمال اپنے سامنے والی کرسی پہ موجود ہمایوں کمال کی باتوں کو توجہ سے سن رہے تھے۔

"وہ پوری کوشش کریں گے کہ آپ پہ کسی الزام کے تحت آپ کو نااہل قرار دیا جائے بابا۔"

ہمایوں کمال خاصے پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ چہرے پہ فکر عیاں تھی۔

www.novelsclubb.com

"مثلاً کیا کر سکتے ہیں؟"

دانیال کمال نے چشمہ اتار کر ٹیبل پہ رکھا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملائے قدرے ٹیبل کی طرف جھک کر ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"وہی جو سالوں پہلے بھی کیا گیا تھا۔"

انہوں نے سنجیدہ تاثرات سے جواب دیا۔

"پھر کیا کر لیا انہوں نے؟ بلکہ میں عام عہدے سے خاص عہدے تک پہنچ گیا۔ لوگوں کی سازشیں ہمیشہ میرے حق میں بہتر ثابت ہوئی ہیں۔"

انہیں کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ لوگوں کی سازشوں کو اپنا گڈلک چارم سمجھتے تھے۔

"ضروری نہیں ہوتا بابا کہ ہر بار انسان وار سے بچ جائے۔"

سمجھداری سے کہا۔ دشمن کو کمزور سمجھنا ہی انسان کو ناکام کر سکتا ہے۔

"اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ ہر بار تمہاری بیوی نور کو کوستی پھرے۔"

شعلہ باز لہجے میں ان کو گھورتے ہوئے کہا۔

نہ جانے نور کہاں سے بیچ میں آجاتی تھی۔

"بابا ہم اس وقت پر سنلز ڈسکس نہیں کر رہے ہیں۔"

اس نے پر سنلز پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

"نور پر سنلز اور سیاست سب سے اہم ہے ہمایوں۔اگر تمہاری بیوی کی حرکتیں ٹھیک نہ ہوئیں تو یہ اس کے لیے مشکل کھڑی کر دے گا۔"

سرد لہجہ تھا۔ہمایوں کمال کا جی چاہا کہ مائدہ کا گلہ دبادیں۔وہ ہر بار ان کے لیے مسئلہ کھڑا کر دیتی تھی۔

"میں سمجھاوں گا اسے بابا۔"

تابعداری سے کہا۔اپنے باپ کی ہر بات ان کے لیے حکم کا درجہ رکھتی تھی۔

"تم ہی سمجھالو تو بہتر ہے۔میرا سمجھانے کا طریقہ اسے پسند نہیں آئے گا۔"

ٹیبل پہ موجود پانی کی بوتل سے ایک گھونٹ پانی کا بھرا۔

"ٹھیک ہے بابا"

سر کو خم دیتے ہوئے حکم پہ عمل کرنے کا عندیہ دیا۔

"سب سے اہم بات۔صرف نور کی وجہ سے میں اس بار اسے معاف کر رہا ہوں کیونکہ اس نے گارڈ کو مجھے بتانے سے منع کیا تھا۔ورنہ۔۔"

"ورنہ کی نوبت نہیں آئے گی دوبارہ۔"

www.novelsclubb.com

اگلے الفاظ سے قبل ہی یقین دہانی کروانی چاہی۔

"امید ہے نہیں آئے گی۔"

دانیال کمال کا ذہن اب کسی اور جانب گردش کرنے لگا لیکن ہمایوں کمال کا پارہ بڑھ رہا تھا۔

شہر کے بڑے مال جہاں مختلف قسم کے لوگ مختلف غرض سے امڈ آئے ہوتے ہیں انہی میں وہ بھی موجود تھی۔وہ ہر طرح کے ضروری کپڑے اور جیولری وغیرہ خرید رہی تھی۔اس کے ساتھ طلحہ تھا۔وہ اس شاپنگ پارٹنر تھا۔کیونکہ نور نے اپنے بیگز اس کے ہی حوالے کرنے ہوتے تھے۔اور اس کے فینز سے بھی وہی نبٹتا تھا۔

جیکٹوں کی شاپ پہ جیسے ہی اس نے قدم اندر رکھا تو آئزل کو دیکھ کر اس کا موڈ غارت ہوا۔

"یہ لڑکی کہاں سے آ گئی؟"

منہ میں ہی بڑبڑائی۔

"چلو یار جلدی کرو۔مجھے آج ڈنر پہ بھی جانا ہے۔"

www.novelsclubb.com

طلحہ کی آواز قدرے اونچی تھی جس پہ وہ تو کیا آئزل بھی ادھر ہی متوجہ ہوئی۔ نور کا دل کیا اس کا سر پھوڑ دے۔ وہ خاموشی سے یہاں سے جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ مگر بھلا ہو اس طلحہ کے بچے کا

"اوو۔ بڑے بڑے سیلیبریٹی آئے ہوئے ہیں یہاں۔"

طنزیہ مسکراہٹ چہرے پہ سجائے ہوئے وہ خصوصی طور پہ نور سے مخاطب تھی۔ اس کی نگاہیں نور کو سکین کر رہی تھیں جو اسے کوفت میں مبتلا کر رہی تھی۔

"ویسے اس عام سے حلیے میں کام والی ماسی ہی لگتی ہو۔"

طنز سے بھرپور نشتر تھا۔ جس پہ نور نے بمشکل خود کو روکا۔ آئزل نے کسی کو اشارہ کیا جس پہ وہ مکمل تیار ہوا۔

"جرمنی میں کافی زیادہ ٹھنڈ ہوگی۔ کیوں طلحہ؟"

اچانک نور نے طلحہ سے سوال پوچھا تو اس نے حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھا جو ماسک نیچے کرنے کے باعث دکھائی دے رہا تھا۔آئزل نے ناسمجھی سے ان دونوں کو دیکھا۔

"ہاں"

اسے سمجھ نہیں آیا کہ اور کیا کہے۔

"فلم کی شوٹنگ کے دوران مجھے ایسے کپڑے بھی تو رکھنے ہیں نا جن سے مجھے ٹھنڈ نہ لگے۔آفٹر رول فلم کی ہیروئین اگر بیمار ہوگئ تو فلم کا کیا ہوگا۔"

خاصا مغرور اور جتانے والا انداز تھا۔آئزل کو اپنی سماعتوں پہ یقین نہ آیا۔کہاں وہ پانچ سالوں سے ٹک ٹاک سے وابستہ تھی اور اسے آج تک بس ایک ڈرامے میں ثانوی کردار ملا تھا۔اور اس نور کو آئے تو دو سال بھی بمشکل ہی ہوئے تھے۔

"لگتا ہے نیند میں ہو۔"

آئزل نے چوٹ کی۔

"تمہیں جاگنے کی ضرورت ہے آئزل بی بی۔ جا کر آنے والی بلاک بسٹر فلم کی کاسٹ دیکھنا۔ اور ہاں ساتھ میں اپنے ساتھ لوازمات ضرور رکھنا۔ یقیناً تمہارا بی پی لو ہو جائے گا۔"

بھرپور مسکان سجائے وہ اسے سب سے بڑا دکھ دے گئی۔ خود تو نور شاپنگ میں مصروف ہو گئی لیکن اس کا سارا سکون غارت کر چکی تھی۔

شاپنگ مکمل کر کے وہ دونوں کیفے چلے آئے۔ ایک سائیڈ ٹیبل جہاں پہ کسی کی نظر نہیں جاتی وہ وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ اس وقت اس کا فینز سے ملنے ملانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ طلحہ نے ویٹر کو آرڈر لکھوایا۔ ویٹر نے طلحہ کو پہچانا نہیں۔ وہ سکون سے اس کا آرڈر نوٹ کر کے چلا گیا۔

"ایک تو میری قسمت۔ ابھی تک اتنا مشہور نہیں ہوا ہوں کہ فینز سلیفیاں لیتے پھریں۔"

دل کے پھپھولے پھوڑے۔

"ہو جاوگے۔ فکر کیوں کرتے ہو۔"

نور نے ماسک نہیں اتارا تھا۔ ویسے بھی وہ اس وقت سادہ سے شلوار قمیض میں ہی ملبوس تھی۔ فینز اسے ویسے بھی جلدی نہ پہچان پاتے۔ آرڈر کیا گیا کھانا ویٹر ان کی ٹیبل پہ رکھ کر جا چکا تھا۔

"یہ تم نے آئزل کی بات کے جواب میں اسے کچھ کہا کیوں نہیں؟"

وہ اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ اسے نور سے ہر گز خاموشی کی توقع نہیں تھی۔ اسے تو لگا تھا وہ اس آئزل بی بی کا منہ نوچ لے گی۔

"کیونکہ میں اسے اس کی کسی چال میں کامیاب نہیں ہونے دے سکتی۔"

پر سکون سا لہجہ تھا۔

"اس میں کونسی چال تھی؟"

طلحہ کو تو نور کا دماغی توازن خراب محسوس ہوا۔

"وہ چاہتی تھی کہ میں اس پہ چیخوں اور پھر اس کے پیچھے ویڈیو بنا کر اپلوڈ کریں اور دنیا کہے کہ نور کو تو بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ وہ میرا امیج خراب کرنا چاہتی ہے۔"

اب کہ طلحہ کو اپنی دماغی حالت پہ شبہ ہوا۔ آہ کیوں تھا وہ اتنا بیو قوف

وہ اپنی دماغی حالت پہ سوچنے لگا۔

ویٹر آرڈر لے کر آیا اور ان کے ٹیبل پہ رکھ کر چلا گیا۔ نور نے اس کے سامنے چٹکی بجائی جس سے وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

"یہ تمہیں کس ڈنر پہ جانا تھا؟"

نور نے ماسک اتار کر سینڈوچ کھاتے ہوئے تجسس سے پوچھا۔

"تمہیں کیوں بتاؤں؟"

وہ بھرم دکھاتے ہوئے بولا۔

"نہ بتاو۔ میرا کیا جاتا ہے؟"

سوفٹ ڈرنک کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔ گویا میری بلا سے بھاڑ میں جاو۔

"تمہیں کچھ بھول گیا ہے۔"

برگر کو منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں بھولتا۔"

وہی ازلی مغرور انداز۔

www.novelsclubb.com

"اس کا مطلب تم ہمیں ٹریٹ دے رہی ہو۔"

بوتل کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"دوں گی لیکن اپنی مرضی کے وقت پہ۔"

سنہری بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے جواب دیا۔

"یہ چیٹنگ ہے نور۔"

"ایک بات یاد رکھنا طلحہ۔نور چیٹنگ نہیں کرتی۔اور چیٹنگ کرنے والے کو معاف نہیں کرتی۔"

اسے طلحہ کے الفاظ پسند نہیں آئے تھے۔

"تم تو غصہ ہو گئی ہو۔"

اس نے نور کے تاثرات بھانپتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے غصے میں دیکھا ہی کب ہے؟" ابرو اچکا کر پوچھا۔

"اچھا اچھا۔چھوڑو اس سب کو۔میں آج اپنی کزن کے برتھ ڈے ڈنر پہ جا رہا ہوں۔بتاؤ اس کے لیے کیا تحفہ مناسب رہے گا۔"

اس نے موضوع کو یکسر تبدیل کیا۔

"مجھے کیا معلوم لڑکوں کے لیے کیا تحفے لیتے ہیں؟"

اسے گویا طلحہ کا ذہن ماوف محسوس ہوا۔

"ہاں میں تو بھول ہی گیا کہ نور میڈم نے آج تک کسی مرد کو تحفہ ہی نہیں دیا۔"

وہ گویا یاد کرتے ہوئے بولا۔

"دوں گی بھی نہیں۔"

ہنستے ہوئے کہا۔

"کہنے کی باتیں ہیں۔"

"ہاں ہاں۔۔۔"

منہ بنا کر کہا۔ جس پہ طلحہ مسکرایا۔

"چلو اب کزن کے لیے تحفہ لے لوں۔ پھر تمہیں گھر ڈراپ کر دوں گا۔"

"اوکے"

بل پے کر کے وہ دوبارہ شاپنگ میں مصروف ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

اپنی کیفیات پہ قابو پانے کے لیے وہ گھر جانے سے قبل ایک ریسٹورنٹ میں گیا۔وہاں کے واش روم میں جا کر اس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔سخت سردی میں بھی اس کے چہرے پہ پسینے کی بوندیں نمایاں تھیں۔اس نے اپنی ہتھیلی چہرے پہ پھیری۔صد شکر کہ چہرے پہ کوئی نشان موجود نہیں تھا۔ورنہ وہ اپنے باپ کو کیا جواب دیتا۔پانی کا نل کھولا اور ٹھنڈے پانی کے چھینٹے چہرے پہ مارے۔اچانک سردی کا احساس ہوا تو پانی کا نل بند کر کے چہرے کو ٹشو سے صاف کیا۔اب اس کا چہرہ قدرے گھبراہٹ سے پاک تھا۔مگر سانسیں۔۔۔۔وہ ابھی تک بے ہنگم تھیں۔وہ واش روم سے باہر آیا اور ایک ٹیبل پہ جا کر بیٹھ گیا۔ویٹر کو کافی لانے کا کہہ کر وہ پچھلے اور اب والے واقعے میں مماثلت تلاش کرنے لگا۔

"اس انسان کو مجھ سے چاہیئے کیا جو وہ مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

وہ شدید الجھن میں مبتلا تھا۔

"کیا یہ وہی انسان ہے جس نے مجھے پہلے بھی ایک تیز روشنی والی جگہ میں بند کر دیا تھا۔" اس کا دماغ پچھلے واقعے کو سوچ رہا تھا۔

"میں اس کو چھوڑوں گا نہیں۔"

پچھلے اور اب کے واقعے کی اذیت یاد کرتے ہوئے اس نے زور سے ٹیبل پہ مکہ مارا تو ٹیبل پہ کافی رکھتے ہوئے ویٹر کا گھبراہٹ کے مارے ہاتھ کانپا اور کافی اس کے اور ویٹر کے کپڑوں پہ نقش و نگار بناتی خود کپ سمیت زمین بوس ہوئی۔ مختلف ٹیبلز پہ موجود لوگوں کا دھیان ان کی جانب مبذول ہوا۔

"بدتمیز انسان۔ کافی تک نہیں رکھنی آتی تمہیں۔ تم لوگوں کو نوکری دیتا کون ہے؟ مینیجر کہاں ہے تمہارا؟"

کسی اور کا غصہ کسی اور پہ نکل رہا تھا۔ایک ٹیبل پہ موجود دو لوگوں کی بزنس میٹنگ میں انتشار برپا ہوا۔ جس پہ ایک نے قدرے بدمزہ ہوتے ہوئے اس چلانے والے کے چہرے کی جانب دیکھا۔ جبکہ دوسرے کے چہرے پہ سکون تھا۔ مگر اس کی نظریں اس واقعے کو غور سے دیکھنے میں مصروف تھیں۔

"مسٹر حدید میرا خیال ہے اگلی مرتبہ ہمیں اوپن ائیر ریسٹورنٹ میں میٹنگ نہیں رکھنی چاہیئے۔"

اس جرمن شخص نے افان کے چہرے سے نگاہ پھیر کر حدید کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے مشورہ دیا۔ جس پہ حدید نے صرف سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔اس کا دھیان مکمل طور پہ افان کی طرف تھا۔ جس کی شکایت کی بدولت مینیجر اس ویٹر کو ڈانٹ رہا تھا۔اور اس ویٹر کو وارننگ بھی مل چکی تھی۔ مینیجر نے افان سے معذرت کی جس پہ افان غصے میں ادھر ادھر دیکھے بغیر وہاں سے باہر نکل گیا۔ حدید کی میٹنگ مکمل ہوئی تو کلائنٹ کو الوداع کہہ کر وہ مینیجر کے پاس آیا۔

"آپ کے ریسٹورنٹ میں سی سی ٹی وی موجود ہے؟"

وہ سیدھا مدعے پہ آیا۔

"جی موجود ہے۔"

مینیجر کو اس کے سوال کی سمجھ نہ آئی۔

"تو جب وہ لڑکا آپ کے ویٹر پہ برس رہا تھا آپ سی سی ٹی وی چیک کروا سکتے تھے۔
بجائے اس کے آپ نے خود بھی اپنے ویٹر کی بے عزتی کی اور کسٹمر سے بھی
کروائی۔"

ویٹر مشکور نگاہوں سے اس شخص کو دیکھنے لگا جو نیلے اوور کوٹ کے ساتھ بلیک جینز
پہنے ہوئے تھا۔

"یہ بات تو دماغ میں ہی نہیں آئی۔"

مینیجر نے پشیمانی سے کہا۔

"دماغ کھول کر رکھا کریں۔جب تک آپ اپنے ورکرز کو عزت نہیں دیں گے آپ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

"سوری سر"

"اب بھی آپ مجھ سے معافی مانگ رہے ہیں حالانکہ آپ کو سی سی ٹی وی چیک کرنے کی ضرورت ہے۔"

اسے یہ مینیجر شدید بیوقوف لگا۔اور بیوقوف لوگ حدید عالم کو بالکل پسند نہیں تھے۔

"سوری جیکسن"

اب کہ مینیجر نے ویٹر سے معذرت کی۔جس پہ ویٹر نے اس کی معذرت قبول کی۔

"سی سی ٹی وی میں اگر آیا کہ یہ واقعتاً اسی ویٹر کا قصور ہے تو؟"

www.novelsclubb.com

وہ بولا تو دونوں نے حیرانی سے اس کی جانب دیکھا۔ کیا تھا یہ انسان کسی طرح بھی مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔ ویٹر کا تو صدمے سے برا حال ہو رہا تھا۔ کچھ لمحے قبل وہ اس کی سائیڈ لے رہا تھا اور اب اسے مشکوک بنا رہا تھا۔

"بیوقوف جرمنز"

منہ میں بڑبڑاتے ہوئے وہ وہاں سے چلا گیا۔

"آفیسر مراد سے ایک میٹنگ کی ضرورت ہے۔"

افان کے بارے میں سوچتے ہوئے خود سے کہا۔

گاڑی کا دروازہ کھول کر اس میں آ کر بیٹھا اور گھر کی جانب راہ پکڑی۔

وہ گھر پہنچا تو گاڑی پارک کرتے ہوئے مراد صاحب کی گاڑی دیکھ کر اس نے گہرا سانس بھرا اور گھر کے اندر بڑھا۔ اسے بس سیدھا اپنے کمرے میں جانا تھا۔ اس

وقت اسے کسی سے بھی نہیں ملنا تھا۔وہ تیز قدموں سے چلتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

"کہاں سے آ رہے ہو؟"

مراد کی آواز پہ اس نے زور سے آنکھیں میچیں۔کم از کم وہ اس وقت ان سے سامنا نہیں چاہتا تھا۔

"دوست کی طرف تھا پڑھائی کے سلسلے میں۔"

مڑے بغیر ہی جواب دیا۔

"میری طرف منہ کر کے بات کیا کرو۔"

لہجے میں کاٹ تھی۔

"مجھے اب سونا ہے۔تھک چکا ہوں۔"

اپنے باپ کی طرف چہرہ پھیرتے لیکن نظریں جھکاتے جواب دیا۔ مراد نے فون پہ ویڈیو آن کی اور اس کے سامنے کی۔

"اس کام سے تھکاوٹ ہو رہی ہے۔"

وہ ویٹر پہ چلانے کی ویڈیو تھی جو کسی غیر شناسا نمبر سے انہیں موصول ہوئی تھی۔ افان کا چہرہ ہتک سے سرخ پڑا۔

"اس نے غلطی کی تھی۔"

معقول جواز پیش کیا۔ جبکہ چہرہ جھکا ہوا تھا۔

"تمہاری غلطیوں پہ تمہارے ساتھ یہ سلوک کرنے بیٹھوں تو یقیناً تمہیں اچھا نہیں لگے گا۔ انسانوں کو انسان سمجھا کرو۔ غلام نہیں۔"

جتنا وہ انسانوں سے ساتھ نرم مزاج کے مالک تھے اتنا ہی ان کا سپوت اس معاملے میں ناکارہ تھا۔اسے ہر دوسرے انسان سے مسئلہ ہی رہتا تھا۔خاص طور پہ حدید عالم سے۔

"جا کر اپنے کپڑے تبدیل کرو۔اور ڈنر کے لیے پہنچو۔"

وہ اس کے خراب حلیے پہ نگاہ ڈال کر وہاں سے چلے گئے۔افان کمرے میں آیا تو دل چاہا کہ سارا کمرہ زمین بوس کر دے۔

"یہ ویڈیو اب کس نے بنائی ہے؟"

اس کا دل چاہا کہ اپنے بال نوچے یا اس شخص کا چہرہ نوچے جس نے آج اس کا سارا دن برباد کر دیا تھا۔

کپڑے تبدیل کر کے فریش ہو کر وہ ڈائننگ ٹیبل کی طرف چل پڑا۔کیونکہ آج کی تاریخ میں وہ اس سے زیادہ کچھ برداشت کرنے کا متحمل نہیں تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ شاپنگ کر کے گھر لوٹی تو عائشہ نے اسے گرما گرم چائے لا کر دی۔ جس پہ وہ تہہ دل سے اپنی ماں کی مشکور ہوئی۔ یہ مائیں بھی کتنی آسانی سے جان جاتی ہیں کہ اولاد کو کب کیا چاہئے۔

"جرمنی کے موسم کے حساب سے تقریباً کپڑے اور باقی سامان مکمل ہو چکا ہے۔ اب بس کچھ جوتے لینے ہیں۔"

وہ اپنی شاپنگ دکھاتے ہوئے بتانے لگی۔

"نور تمہارے پاس ڈھیروں جوتے موجود ہیں۔ وہی پہن لو۔ کیوں پیسے برباد کرتی ہو؟"

وہ ماں کی حیثیت سے اسے سمجھانے لگیں۔

"پیسہ برباد کرنے کے لیے ہی ہوتا ہے۔"

"عجیب منطق ہے تمہاری۔لوگ ترستے ہیں پیسے کو اور تم فضول خرچی سے ضائع کر دیتی ہو۔"

"میرے نزدیک پیسہ بے کار شے ہے۔اس لیے جتنا پاس ہوتا ہے ختم کر دیتی ہوں۔"اس نے گویا پیسے کی توہین پہ توہین کی۔

"سدھر جاو نور۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے بولیں۔

"اب اور کتنا سدھروں۔"

وہ بھی مسکراتے ہوئے بولی۔

"اچھا مجھے یاد آیا۔نازش بھی آج کل جرمنی میں ہی ہے۔ملاقات کر لینا اس سے۔اسے اچھا لگے گا۔"

وہ اپنی دوست کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے بتانے لگیں۔

"مزے ہیں بھئی کرنل صاحب کی فیملی کے۔ کبھی یہ کسی ملک ٹور پہ ہوتے ہیں کبھی کسی ملک۔" واہ واہ والا انداز تھا۔

"تمہیں اس سے کیا لینا دینا۔ تم بس اس سے مل لینا۔"

"یعنی آپ ان کو بتا چکی ہیں کہ میں جرمنی جا رہی ہوں۔"

آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا۔

"میں اسے سب بتا دیتی ہوں تو یہ کیوں نہ بتاتی۔"

"ہاں جی پرانے وقتوں کی دوست جو ٹھہری۔"

www.novelsclubb.com

کپڑوں کو واپس بیگز میں ٹھونسنے لگی۔

"ریجا سے بات ہوتی ہے تمہاری؟"

وہ نازش کی بیٹی کی بابت پوچھنے لگیں۔

"بہت کم ہی ہوتی ہے۔ اس دن کال آئی تھی اس کی جس دن۔۔۔"

وہ خاموش ہو گئی۔

"جس دن؟"

انہوں نے جس دن پہ زور دیا۔

"آپ نے میری پریڈ شروع کی ہوئی تھی۔"

منہ بسورتے ہوئے جملہ مکمل کیا۔

"نہ ایسے کام کیا کرو کہ پریڈ کی جائے۔" ازلی ماؤں والا رویہ۔

"اچھا میری ماں۔اب مجھے کھانا لادیں بھوک لگی ہے بہت۔"

ترسی ہوئی شکل بنائی گئی۔

"ایک تو تمہیں ہر تھوڑی دیر بعد بھوک لگ جاتی ہے۔"

وہ اس کو کپڑے ٹھونستے ہوئے دیکھ کر بولیں۔

"کیا کروں کھانے کی دیوانی جو ہوں۔"

آخری بیگ میں بھی کپڑوں کا دم گھوٹا گیا۔

"کم از کم کپڑے تو صحیح سے تہ لگا کر رکھو۔"

انہیں الجھن ہو رہی تھی کپڑوں کے ساتھ ایسا سلوک ہوتے دیکھ۔

"یہ صحیح سے تہ کیا ہوتی ہے۔میں نے تو تہ ہی نہیں لگائی۔"

زبان باہر نکال کر کہتے ہوئے وہ شرارتی لہجے میں بولی۔

"کیا کروں میں تمہارا نور؟"

"بس کھانا لا دیں جلدی سے۔"

www.novelsclubb.com

ڈھیٹوں کی طرح دانت نکالے جواب حاضر تھا۔

"لگا رہی ہوں اور سامان سمیٹ کر آنا۔"

عائشہ اس کو ہدایت دیتے شہزادی صاحبہ کے کھانے کے اہتمام کے لیے کچن میں چلی گئیں۔

معمول کے مطابق وہ آج بھی سوئمنگ پول میں موجود تیراکی میں مصروف تھا۔ آج اتوار تھا۔ جیسمین کو چھٹی تھی۔اتوار کے روز وہ کھانا خود بنایا کرتا تھا یا باہر سے ہی کھالیا کرتا تھا۔اتنی دیر میں ڈور بیل بجی۔ حدید کو شدید کوفت ہوئی۔اسے بالکل پسند نہیں تھا کوئی اس کو سوئمنگ کے دوران ڈسٹرب کرے۔پول سے باہر نکل کر وہ کمرے میں گیا۔فریش ہونے کا وقت نہیں تھا۔اس لیے سادہ ساٹراوزر پہنا۔ فون آن کر کے سی سی ٹی وی میں آنے والے کو دیکھا۔پھر گہری سانس بھری۔ٹی شرٹ پہنتے ہوئے اس نے رموٹ سے آٹومیٹک دروازہ کھولا۔آنے والے کے چہرے پہ مسکراہٹ رقصاں ہوئی۔دروازہ تو وہ خود بھی کھول سکتی تھی مگر حدید کی پرائیویسی خراب ہوتی اس لیے اس نے اس کی اجازت طلب کی۔دروازہ کھلنے پہ وہ ایک نگاہ اس پہ ڈالتے سیدھا ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھی۔

"ہائے ہینڈسم"

کنزہ خود تو بہت اچھے موڈ میں تھی۔ لیکن حدید کا بیزار کر چکی تھی۔

"ناٹ اگین" حدید کا موڈ بگڑا۔

"جلدی سے آجاو۔"

وہ برتن ٹیبل پہ سیٹ کرتے اپنے لائے ہوئے ناشتے کو ٹیبل پہ ترتیب سے رکھنے لگی۔

"کنزہ میں نے کتنی دفعہ منع کیا ہے۔ مت کیا کرو۔"

وہ ناشتے کے لوازمات دیکھتے ہوئے بولا۔

"حدید جب تمہیں پتا ہے کہ میں نہیں رکوں گی تو کیوں اپنے قیمتی الفاظ ضائع کرتے ہو۔" اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"اور یہ کوئی فارمیلٹی نہیں ہے مسٹر حدید۔ اس ناشتے کے بدلے تم مجھے لنچ کرواو گے وہ بھی اپنے ہاتھ سے بنا کر۔"

اس نے گویا اپنا احسان چکانے کا نادر موقع بھی فراہم کیا۔

"مگر آج میرا گھر لنچ بنانے کا ارادہ نہیں ہے۔"

ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ساتھ ہی سربراہی کرسی کھینچ کر اس پہ براجمان ہوا۔

"کوئی مسئلہ نہیں۔ ہم باہر کسی اچھے سے ریسٹورنٹ سے کھانا کھالیں گے۔ اور باقی باتیں بعد میں پہلے ناشتہ کر لو۔"

وہ اس کی توجہ ناشتے کی طرف مبذول کرتے ہوئے خود اس کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ اس کی جانب پلیٹ کھسکائی اور اس میں ناشتہ ڈالا۔

www.novelsclubb.com

"بابا پکنک کا پوچھ رہے تھے۔"

اپنی پلیٹ میں بھی ناشتہ نکالا۔ اور لقمہ بنا کر منہ میں ڈالا۔

"جیسے میں نہیں جانتا کہ یہ ڈیڈ نہیں تم پوچھنا چاہ رہی ہو۔"

نوالہ چبا کر جواب دیا۔

"تم پھر کیا جواب ہے؟" پرجوش سا پوچھا۔

"جواب ہی ہے۔" پرسکون لہجہ۔

"حدید مان جایا کرو۔" سنجیدہ سی بولی۔

"تم بھی مان جایا کرو۔" وہ ناشتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"اچھا سرینڈر۔ ناشتہ کرتے ہیں سکون سے۔" وہ خود بھی یہی چاہتا تھا کہ کنزہ خاموش ہو جائے اور وہ سکون سے ناشتہ کر لے۔

"ناشتہ کیسا بنا؟"

www.novelsclubb.com

چند لمحوں بعد ہی پھر سوال حاضر تھا۔

"داد وصول کرنے کا ارادہ ہے؟"

اس کے پرشوق چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کر دو گے تو کیا چلا جائے گا۔"

اس کا خود کو دیکھنا کنزہ کو کتنا پسند تھا یہ تو بس وہی جان سکتی تھی۔ چہرے پہ رونق سی چھا گئی۔

"کتنا شوق ہے تمہیں داد لینے کا۔"

قدرے بیزاریت سے کہا۔

"کس لڑکی کو نہیں ہوتا۔"

سو فیصد درست بات کی۔

"واٹ ایور"

www.novelsclubb.com

وہ واپس ناشتہ کرنے لگا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ کچن میں اس کے لیے ایسپریسو اور اپنے لیے بلیک کافی بنانے چلی گئی۔ جب واپس آئی تو وہ لاونج کے صوفہ پہ بیٹھا ٹی وی پہ کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے سامنے ٹیبل پہ اس کی ایسپریسو رکھی اور خود بلیک کافی کا مگ تھامے اس

کے ساتھ والے صوفہ پہ بیٹھ گئی۔چندپل اسے دیکھنے کے بعد اس کی نظر شیشے کی دیوار کے پار سوئمنگ پول پہ گئی۔

"ایک بات پوچھوں حدید؟"

سوالیہ لہجہ تھا۔جس پہ حدید نے سر کے خم سے اسے اجازت دی۔

"تمہیں ایکوافوبیا(ڈوبنے کا خوف) ہے پھر بھی تم نے سوئمنگ پول والا گھر ہی رہائش کے لیے چنا۔کوئی خاص وجہ؟"

وہ اس کے وجیہہ چہرے پہ نگاہیں مرکوز کرتے ہوئے بولی۔ساتھ ہی بلیک کافی کا گھونٹ بھرا۔

www.novelsclubb.com

"شاید تم بھول رہی ہو کہ مجھے ایکروفوبیا(اونچائی کا خوف) بھی ہے۔اور اپنے ذوق کے مطابق صرف یہی ایک منزلہ گھر مجھے آفس کے قریب ملا۔میں ایک فوبیا کی خاطر دوسرے کو اگنور کر گیا۔"

وہ کندھے اچکا کر بولا۔ جس پہ کنزہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"یہ سوئمنگ پول بڑا اور کافی گہرا ہے تم اس کا پانی نکلوا دو۔ پھر یقیناً تمہیں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔"

اپنے تئیں بہترین مشورے سے نوازا۔

"شکریہ مشورے کے لیے۔ سوچوں گا اس بارے میں۔"

ایک دو منٹ بعد پھر سے مشورہ حاضر تھا۔

"تم کوشش کیوں نہیں کرتے اپنے فوبیا پہ قابو پانے کی؟"

اس کے نزدیک حدید عالم کے لیے خوف پہ قابو پانا مشکل تو نہ تھا۔

"میرے پاس اتنا فارغ وقت نہیں ہے کہ ان کے پیچھے ضائع کروں۔"

وہ سکون سے ایسپریسو کا گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے بولا۔

"ہاں یہ بھی ہے۔ آفٹر رول ینگ بزنس مین فارغ تھوڑی نا ہوتے ہیں۔"

حدید نے جواب نہ دیا وہ اب چینل تبدیل کر رہا تھا۔

"مطلب مسٹر حدید کا مجھے لنچ کروانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

وہ اس کو گھورتے ہوئے بولی۔

"بالکل نہیں" ٹکا سا جواب تھا۔

"حد ہوتی ہے بے مروتی کی بھی"

اس کے جواب میں بھی اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ وہ سکون سے ٹی وی پہ موجود کوئی جرمن شو دیکھ رہا تھا۔ کنزہ چند پل اس کو دیکھتی رہی۔ پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ جان چکی تھی کہ وہ اسے کہے گا نہیں لیکن اس وقت وہ یقیناً مصروف ہے یا اکیلا رہنا چاہتا ہے۔

"اب میں چلتی ہوں۔"

حدید نے سر کے خم سے اسے جواب دیا۔وہ اس کے انداز پہ مسکرائی۔نہ جانے اسے حدید عالم پہ غصہ کیوں نہیں آتا تھا۔گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے مڑ کر حدید کو دیکھا گویا حفظ کرنا چاہتی ہو۔پھر پلٹ گئ۔

اندر موجود حدید نے اس کے جاتے ہی سکون کا سانس بھرا۔

"مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ لڑکی میرے لیے کوئی بڑی مصیبت ضرور پیدا کرے گی۔"

لمبا سانس ہوا میں چھوڑا پھر ٹی وی بند کر کے واپس اپنے کمرے میں آیا۔اسے بہت کام تھا۔آفٹر رول وہ ایک ینگ بزنس مین تھا۔

رات کے تاریک پہر وہ کمبل میں منہ دیے تسلی سے اپنا اکاؤنٹ دیکھ رہی تھی۔

لائکس،ویوز،کمنٹس،شئیرنگ

اس کی ویڈیوز دن بہ دن سوشل میڈیا پہ تہلکہ مچا رہی تھیں۔اس شہرت نے اسے سٹار بنا دیا تھا۔لوگ اس سے ملنے،اس کے ساتھ تصاویر اور ویڈیوز بنانے،اس کو اپنے شو پہ بلوانے کے لیے بے حد پر جوش تھے۔ صبح بھی وہ ایک مارننگ شو میں مدعو تھی۔اس کی ساری تیاری مکمل تھی۔ صبح بس وقت پہ سٹوڈیو پہنچنا تھا۔

اس نے موبائل بند کیا تو آنکھوں کے پار حدید عالم کا چہرہ آ ٹھہرا۔

"حدید عالم"

لبوں سے نام بر آمد ہوا۔کمبل کو چہرے سے ہٹایا۔آنکھیں وا ہوئیں۔خوبصورت سیلنگ پہ نظریں مرکوز ہوئیں۔دماغ کچھ گتھیاں سلجھانے میں مصروف ہوا۔

"تم تک پہنچنے کے لیے پہلے مجھے ابراہیم وجدانی یا کنزہ ابراہیم تک پہنچنا پڑے گا۔یا اگر قسمت نے ساتھ دیا تو ہو سکتا ہے کہ ہماری ملاقات بغیر کسی کو استعمال کیے ہی ہو جائے۔"

کروٹ لیتے ہوئے کمبل واپس منہ پہ لیا۔

"کاش کوئی اتفاق ہو جائے اور تم میرے سامنے آجاو۔"

نیند میں جاتے ہوئے بھی اس کے ذہن میں صرف حدید عالم کا ہی چہرہ چھایا رہا۔

صبح سویرے جب طلبا سکول، کالج، یونیورسٹی اور پیشہ ور افراد کام کے لیے جاتے ہیں اس وقت وہ آئینے میں ایک آخری نگاہ اپنی تیاری پہ ڈال رہی تھی۔ رائل بلو کلر کی لانگ فراک پہنی ہوئی تھی جس کے گلے اور کف پہ نفیس سفید موتیوں کا کام کیا گیا تھا۔ فراک اتنی لمبی تھی کہ زمین کو چھو رہی تھی۔ سفید ہائی ہیلز سے اس کے انداز میں ایک نزاکت در آئی۔ کانوں میں سفید موتیوں کے ٹاپس پہنے ہوئے تھے۔ سنہری بالوں کو پونی ٹیل میں مقید کیا گیا تھا۔ وہ بے انتہا حسین دکھ رہی تھی۔

"افف نور۔ آج تو بجلیاں گراو گی۔"

خود کو کامپلیمنٹ دیا۔آخر کو وہ سب سے پہلے خود اپنی فین تھی۔عائشہ بیگم سے ملنے ان کے کمرے میں گئی۔وہ جائے نماز پہ بیٹھی تسبیح میں مصروف تھیں۔

"ماما میں چلتی ہوں۔"

ان کے پاس زمین پہ پہ جھکتے ان کے چہرے پہ بوسہ دیا۔

"اللہ کی امان میں"

ایک نگاہ اس کے حسین چہرے پہ ڈال کر کہا۔واپس کھڑے ہوتے وہ باہر کو چل دی۔

"مجھے معاف کر دیں آدم۔"

ہلکی سی بڑبڑاہٹ تھی لیکن دروازہ کی طرف بڑھتے ہوئے وجود نے سن لی تھی۔

"مجھے معاف کر دیں بابا۔"

آنکھیں بند کر کے کہا۔ پھر آنکھیں کھولیں۔ چہرے پہ مسکراہٹ سجائی گئی۔ اور واپس دنیا کی طرف دھیان مبذول کروایا گیا۔

اپنے بابا کی گاڑی میں بیٹھ کر وہ سٹوڈیو کی طرف روانہ ہوئی۔ ڈرائیونگ کرتے ہوئے اسے کال موصول ہوئی۔

"بس دس منٹ لگیں گے۔"

کال منقطع کی۔ سٹوڈیو پہنچی تو وہاں کے عملے نے اسے ریسیو کیا۔ اس نے گارڈ کو گاڑی کی چابی پکڑائی اور خود ان کی مدعیت میں اندر بڑھی۔

شو شروع ہو چکا تھا۔ اسے بہت اچھے طریقے سے خوشامدید کہا گیا۔ میزبان نے اس کی خوبصورتی اور ٹیلنٹ کی ڈھیروں تعریفیں کیں۔ اس کے چہرے پہ دلکش مسکراہٹ چھائی رہی۔ فینز اس سے سوالات پوچھ رہے تھے۔ کوئی اس کی خوبصورتی کا راز جاننا چاہ رہی تھی، کوئی اس کے سٹائل کا، کسی کو اس سے شادی کے

متعلق پوچھنا تھا تو کوئی اس جیسا بننے کی خواہش رکھتی تھی۔ وہ بہت سکون سے سب کے سوالات کے جوابات دے رہی تھی۔

اپنے کمرے میں موجود آئزل کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچا۔ شو میں اسے ملنے والی داد، تحسین اور پروٹوکول اسے احساس کمتری میں مبتلا کر رہا تھا۔ اس نے پاس رکھا بیڈ کشن زور سے ٹی وی سکرین پہ دے مارا۔ صد شکر وہ نازک سا کشن تھا اس لیے ٹی وی کی بچت ہو گئی۔

ٹی وی لاونج میں بیٹھی عائشہ کمال اپنی بیٹی کو بولتا دیکھ رہی تھیں۔ وہ آدم محمود کا عکس تھی۔

سیاسی سرگرمیوں کو پرے کرتے منسٹر دانیال کمال اپنی نواسی کے کانفیڈنس سے متاثر ہو رہے تھے۔ ان کی نورا نہیں ہمیشہ فخر محسوس کرواتی تھی۔

پاپ کارن کھاتے ہوئے برہان کمال کے چہرے پہ اس کو دیکھ کر مسکراہٹ رقصاں تھی۔ وہ ان کے خاندان کا خزانہ تھی۔

اور اپنے آفس میں بیٹھے حدید عالم کے چہرے پہ سوچوں کی لکیریں موجود تھیں۔

ویڈیو بند کر کے اس نے اپنی کنپٹی مسلی۔

"زخرف نور"

راکنگ چیئر پہ ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے بس ایک ہی نام بولا گیا۔

----

www.novelsclubb.com